Al-Mīthāq ***Research Journal of Islamic Theology***
ISSN: 2791-0989 P, 2791-0997 E
Volume 03, **Issue** 01, January-June 2024, **PP**: 216-225
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

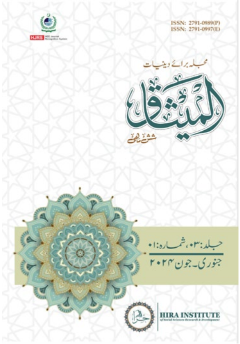

اتحادِ امت میں خاندان کا کردار: بنیادی مصادر شریعت کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ

The Role of the Family in the Unity of the Ummah: A Research Study in the Light of Fundamental Sources of Shariah

1. Dr. Abdul Qayyum qayyum.ctn@gmail.com	*Assistant Professor,* *Government Graduate College, Chishtian.*
2. Dr. Muhammad Zahid Zahir Iqbal zahid.zaheer@iub.edu.pk	*Lecturer,* *Department of Hadith,* *The Islamia University of Bahawalpur.*

How to Cite:	Dr. Abdul Qayyum and Dr. Muhammad Zahid Zahir Iqbal. 2024: "The Role of the Family in the Unity of the Ummah: A Research Study in the Light of Fundamental Sources of Shariah". *Al-Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (01): 216-225.
Article History:	**Received**: 29-05-2024 · **Accepted**: 22-06-2024 · **Published**: 30-06-2024
Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	CC BY — This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License
Conflict of Interest:	Authors declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

اتحادِ امت میں خاندان کا کردار: بنیادی مصادر شریعت کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ

The Role of the Family in the Unity of the Ummah: A Research Study in the Light of Fundamental Sources of Shariah

1. **Dr. Abdul Qayyum**
   Assistant Professor, Government Graduate College, Chishtian.
   qayyum.ctn@gmail.com

2. **Dr. Muhammad Zahid Zahir Iqbal**
   Lecturer, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur.
   zahid.zaheer@iub.edu.pk

Abstract:

This paper is an analytical study of the role of family regarding unity of nation. It is fact that mutual unity of Muslim Ummah has gained basic importance in every period. Home is the first and foremost training center for humans. If there will be unity among all the members of the family, such a family will be useful for perfect unity. Therefore, before becoming parents, man marries the opposite gender. *Sīrat-un-Nabī* (ﷺ) provides a just system of rights and duties of both genders. Therefore, with the role of father and mother, best growth and training of offspring may be possible without some exceptions. And divine commandments provide scholastic principles for unity of the family system while *Sīrat-un-Nabī* (ﷺ) provides practical aspects for guidance. In present era of digitalization, unity of family, training and education of offspring is more required than past times. The reason is that now, we will have to eschew from the side effects of wrong use of social media. And the use of favorable technology became necessary for survival of life, but we will have to use technology by avoiding its dangerous aspects and things. Then we will be able to maintain our family system according to teachings of Islam. Anyhow, in this paper, historical and descriptive methodology has been used. In short, this paper presents details about Islamic family system and effects of social media so that real guidance might be applied .

Keywords: *Unity, Ummah, Family System, Digital Era, Divine Commandments.*

تعارف

مسلمانوں کی ملی وحدت اور قومی اتحاد ہر دور کی بنیادی عقلی اور شرعی ضرورت رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات کی روشنی میں اس حوالے سے مکمل رہنمائی موجود ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اتحادِ امت کے لیے خاندان یعنی گھر اور والدین کے بنیادی کردار اور اس کی اہمیت کو تحقیقی اسلوب کے مطابق سیرت الرسول ﷺ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

گھر انسان کی اولین تربیت گاہ ہے اور والدین معلم و مربی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ والد اپنی اولاد کو جو بھی شے دیتا ہے، اس میں بہترین چیز اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں والدین کو گھر کا نگران اور محافظ قرار دیا اور بچے کی ولادت سے لے کر اس کے نکاح تک اولاد اور والدین کے حقوق و فرائض عدل واحسان کے مطابق طے کر دیے۔ اس میں ایک بہت بنیادی قدر باہمی اتفاق اور محبت ہے۔ خاندان کے مابین یہ اتفاق و محبت وحدتِ امت کی پہلی اینٹ ہے۔ اس لیے فرمایا گیا کہ جو

شخص ہمارے بچوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا احترام نہیں کرتا، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ شفقت و محبت اور احترام سے ہی خاندان میں یگانگت کا ماحول پیدا ہوتا ہے اور آگے جا کر یہ ملی وحدت اور امت کے اتحاد کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے خاندان کی تعمیر، تطہیر، تعلیم، تربیت کے لیے جو ہدایات عطا کیں، وہ اس قدر جامع، لائق عمل اور واجب الاطاعت ہیں کہ ہر دور میں اس پر عمل پیرا ہو کر قومی اتحاد، ملی وحدت اور امت کی یگانگت وہم آہنگی، رفاقت ومطابقت کی منزل کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح وحدت امت میں شگاف ڈالنے والی منفی اقدار جہالت، بے احترامی، حقوق سے لاپرواہی، فرائض سے غفلت اور خاندان کی تربیت، دیکھ بھال میں مداہنت وسستی سے منع کیا گیا ہے تاکہ صحت مند، ایمان افروز، باکردار، بااخلاق خاندان کی تشکیل ممکن ہو اور یہی خاندان پھر اپنی انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں امت کی وحدت اور یگانگت میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔ کیونکہ یہی افرادِ خانہ جب خود والدین بنیں تو نسلِ نو کی ایمانی، ذہنی اور اخلاقی تربیت اس انداز سے کریں کہ آنے والی نسل گزشتہ نسل کی اعلیٰ روایات کی امین اور مستقبل کے لیے بہترین روایت سازی کو بالیقین بنا سکیں۔ اس حوالے سے نبی کریم ﷺ کا اپنے اہل خانہ کے ساتھ برتاؤ ایک مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن حکیم میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بچانے کا اہتمام کریں۔ فساد وانتشار گویا دنیا کا جہنم ہے۔ اتحاد ویگانگت جنت نما نعمت ہے۔ چنانچہ گھر اور والدین کے بہترین کردار سے امت کی وحدت کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے اور یہ دنیا جنت نما مقام بن سکتی ہے۔

تحقیقی منہج واسلوب

مقالہ ہذا میں خالص علمی، فنی اور عملی تحقیقی منہج واسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ قرآن وحدیث، آثار صحابہ سے ارشادات اور واقعات نقل کرکے عملی دنیا میں اس کے اطلاق واستنباط کے لیے باقاعدہ لائق عمل اور واجب العمل تجاویز پیش کی ہیں۔ اس تحقیقی اسلوب کے بعد خلاصۃ البحث اور نتائج وسفارشات جیسے ضروری لوازمات اور منطقی عوامل پر مضمون کا اختتام کیا گیا ہے۔

خاندان کی تشکیل اور بنیادی کردار

خاندان کی تشکیل اور اتحادِ امت میں والدین کے کردار کے حوالے سے اولین حقیقت اسلام نے یہ بیان کی ہے کہ انسان اول کے زمین پر اترنے کے ساتھ ہی تاریخ انسانیت کا اولین خاندان تشکیل پاچکا تھا اور خالقِ کائنات نے ہبوطِ آدم کے ساتھ ہی خاندانی وحدت ویگانگت کا حکم دیا۔ آگے چل کر یہ یگانگت واتحاد سماج اور ریاست کی سطح پر اتحاد ویکجہتی کی بنیاد بنا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔[1]

لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اس سے جوڑا بنایا اور پھر دونوں سے بہت مرد وعورت پھیلا دیے۔ اور ڈرو اللہ سے جس کا واسطہ دے کر تم آپس میں حق مانگتے ہو اور قرابت داری کو نقصان پہنچانے سے بھی گریز کرو۔ بیشک اللہ تم پر نگران ہے۔

اس آیت مبارکہ میں وحدتِ خاندان اور اس سے بڑھ کر وحدتِ سماج اور قومی اتحاد ویگانگت کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے۔ خصوصاً صلہ رحمی کے بارے میں جو حکم ہے، اس سے انسانی وحدت ویگانگت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اس کا آغاز اور بنیاد وحدتِ خاندان پر ہی ہے۔ اسی طرح خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کا فرمان بھی خاندانی وحدت سے لے کر عالمی سطح پر وحدتِ نسلِ انسانی، وحدتِ رب، وحدتِ مقصدِ انسانی کے بارے میں رہنمائی کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

يا أيها الناس ألا إن ربكم واحد، وإن أباكم واحد، ألا لا فضل لعربي على أعجمي، ولا لأعجمي على عربي، ولا لأحمر على أسود، ولا أسود على أحمر إلا بالتقوى۔ [2]

اے لوگو! تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت نہیں سوائے پرہیز گاری کے۔

یہ عقلی اور فطری تعلیمات خاندان کی وحدت، اس کی تشکیل واستحکام کی خشتِ اول ہے اور اسی خشتِ اول سے اتحادِ امت کی بنیاد اور اس کی نمو وآبیاری بھی ممکن ہے۔

خاندان کی تشکیل، ارتقا اور استحکام

خاندان کی تشکیل مرد وعورت کے ایک قانونی، شرعی اور فطری طریقہ سے ہوتی ہے جسے نکاح کہا جاتا ہے۔ یہ عقدِ نکاح پورے اسلامی سوشل کنٹریکٹ یعنی معاہدہ عمرانی کی بنیاد ہے۔ انگریزی زبان میں خاندان کے لیے فیملی کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور عموماً فیملی سے مراد ایک ایسا انسانی گروہ ہے جو والدین، اولاد، خدمت گزاروں اور محافظین پر مشتمل ہوتا ہے۔ فیملی کا لفظ قدیم یونانی لفظ "Oikonomid" سے ماخوذ سمجھا جاتا ہے۔ یہ لفظ اکنامک سے نکلا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاندان بنیادی طور پر سماج میں ایک اقتصادی تنظیم کا نام ہے۔ پھر یہ اپنے وسیع ترمعانی میں اس قدر استعمال ہوا کہ اس نے بذاتِ خود بشریت نگاری کے شعبہ علم میں ایک مستقل اور الگ سماجی سائنس کا درجہ حاصل کر لیا۔ ماہرینِ عمرانیات کے مطابق خاندان سے مراد میاں بیوی اور اولاد پر مشتمل ایک ایسا باہمی اور بنیادی تعلق ہے جو مستقل اور پائیدار رہتا ہے۔ اس تعریف کی رو سے خاندان کی بنیادی حدود وقیود کا تعین ہوتا ہے، لیکن تمدنی ارتقا، آبادی میں اضافے، زندگی کے گوناگوں تقاضوں، حقائق میں تبدیلی اور ارتقا کی بنا پر خاندان کی اہمیت، دائرہ کار اور کردار مزید واضح اور روشن ہوتا چلا گیا۔

خاندان کا ارتقا ایک ایسا مسلسل عمل ہے جس میں ایک فرد دوسرے کا سہارا بنتا ہے۔ تمدن کے آغاز میں ہی انسان نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ خاندان کی تشکیل کے بغیر اس کی زندگی کا تحفظ تو کیا، ضمانت بھی نہیں دی جا سکتی۔ چنانچہ اسلام نے اس قدر اہم ترین اور اولین انسانی ادارے کو اس کی فطری، منطقی اور عقلی بنیادوں پر نہ صرف استوار کیا، بلکہ اس کی تشکیل وارتقا میں حقوق وفرائض، عدل وانصاف، احسانِ باہمی، رواداری، احترام باہمی، کفالتِ باہمی اور انس واپنائیت کی وہ تمام فطری اقدار کو تحفظ بخشا جن کی بنا پر خاندان کی تشکیل، ارتقا اور استحکام ممکن ہوا اور پھر یہ مضبوط ترین ادارہ بن کر اولین اپنے دائرہ کار میں اتحاد ویگانگت کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ پھر انسانوں کو یہ متحد یونٹ سماج میں ریاستی اور عالمی سطح پر اولین امتِ مسلمہ اور ازاں بعد انسانیت کے اتحاد ویگانگت کا درس دیتا ہے۔ اس اعتبار سے خاندان کے اجزائے ترکیبی مرد، عورت، اولاد، والدین، اور دوسرے رشتہ داروں پر مشتمل ہیں۔ اس میں نکاح وطلاق اور حقوق باہمی وصلہ رحمی جیسی اعلیٰ اقدار کی اسلام نے تعلیم دی ہے جو ہر دور میں بنیادی اہمیت کی حامل رہی ہیں۔ لیکن صنعتی انقلاب کے بعد بالعموم اور آج کے ڈیجیٹیلائزیشن کے دور میں بالخصوص ان تعلیمات واقدار کا شعور اور جذبہ نسلِ نو میں منتقل کرنے میں ہی مسلم فیملی کا تحفظ، اس کی بقا اور تسلسل کی ضمانت ہے۔ اسی بنا پر اتحاد امت میں گھر اور والدین کے کردار کو درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے:

والدین کا مؤثر کردار

والدین عقدِ نکاح کے بعد ایک ایسا شرعی اور سماجی تعلق قائم کرتے ہیں جو منشا خالق کائنات اور تکمیلِ فطرتِ انسانی کا بنیادی

تقاضا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

یامعشرالشباب!من استطاع منکم الباءةفلیتزوج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء۔[3]

اے نوجوانان! جو کوئی تم میں سے طاقت رکھے نکاح کرلے اور جو طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے کہ یہ اس کی نفسانی خواہش کو توڑ دے گا۔

اس لیے انعقادِ نکاح ذریعہ اتحاد اور ترکِ نکاح سماج میں موجبِ فساد ہے۔ حضور ﷺ کا ایک اور فرمان ہے:

اذاخطب الیکم من ترضون دینه وخلقه فزوجوه الاتفعلواتکن فتنةفی الارض وفساد عریض۔[4]

جب تمھیں کوئی ایسا فرد پیغامِ نکاح دے جس کی دین داری اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو نکاح کرلو۔ اگر نہیں کروگے تو یہ زمین میں فتنہ وفساد کا باعث ہوگا۔

والدین کے اس بھرپور کردار کی بنیاد نکاح پر ہے۔ زوجین کے مابین رواداری، احترامِ باہمی، محبت ومودت کا تعلق جس قدر استوار ہوگا، اتنا ہی اولاد پر اس کے تعمیری اور مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ اس لیے اتحادِ امت میں والدین وگھر کے کردار کے حوالے سے کتاب وسنت میں زوجین یعنی والدین اور اولاد کے ایسے حقوق وفرائض متعین کردیے جن سے ایک صحت مند اور مستحکم خاندان جنم لیتا ہے۔ پھر آگے بڑھ کر یہی خاندان اتحادِ امت میں اپنا بنیادی اور شعوری کردار ادا کرتا ہے۔ اس ضمن میں اہم ترین اور بنیادی ذمہ داری فرض شناسی اور اس کی ادائیگی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا ۔[5]

ہر ایک تم میں سے نگران اور اپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دہ ہے۔ امام نگران اور رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے۔ انسان اپنے گھر کا نگران اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران اور اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے۔

اس طرح خاندان کی بقا اور استحکام وارتقا کے لیے بیوی کے خاوند پر حقوق بالفاظ دیگر خاوند کے فرائض کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ زوجہ کے حقوق میں حق مہر کی ادائیگی، نان ونفقہ کی ادائیگی، حسنِ سلوک، احترامِ باہمی، تحفظ اور اس کی عزت واحترام کو نمایاں اہمیت دی گئی ہے۔ خاوند کے حقوق یعنی بیوی کے فرائض میں اس کی اطاعت شعاری، اس کے ناموس کی حفاظت، اس کے مال کی حفاظت، اس کی عزتِ نفس کا لحاظ اور حتیٰ المقدور اس کی ہر خدمت کو بجالانے کو لازم قرار دیا ہے۔ اس طرح ایک مضبوط خاندان سے مثالی والدین کا عملی نمونہ خاندان میں قائم ہوتا ہے اور یہی مثالی والدین خاندان کی وحدت، یگانگت، یکجہتی کے ضامن ومحافظ بنتے ہیں اور یوں سماج کے متحد خاندان آگے بڑھ کر اتحادِ امت میں اپنا بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

اتحادِ خاندان میں والدین کے کردار کو بہت نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں ہمیشہ توحیدِ ربانی کے بعد والدین کی عظمت، احترام اور ان کے ساتھ حتیٰ المقدور بھلائی اور خیر خواہی کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔[6]

تیرے رب کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر دونوں

میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اف تک نہ کرنا اور نہ جھڑکنا اور احترام سے بات کرنا۔

والدین کے ساتھ اس کے برعکس رویہ اپنانے پر حدیث مبارکہ میں سخت وعید سنائی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

رغم انفه ثم رغم انفه ثم رغم انفه قیل من یارسول الله؟قال :من ادرک والدیه عندالکبر احدهمااوکلیهماثم لم یدخل الجنة۔[7]

خاک آلود ہو، خاک آلود ہو، خاک آلود ہو ناک اس کی۔ پوچھا گیا کہ کون؟ اے اللہ کے رسول۔ فرمایا کہ جو اپنے والدین یا کسی ایک کو بڑھاپے میں پائے اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں جگہ نہ بنا پائے۔

والدین اپنے منصب کے مطابق بہترین کردار اور اپنے ذاتی احترام اور اثر و رسوخ کی بنا پر خاندان کی وحدت اور استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طرح یہ متحد خاندان اتحادِ امت کی خشتِ اول ثابت ہوتا ہے۔

ذہنی و اخلاقی تربیت

اتحادِ امت میں گھر اور والدین کے کردار کے حوالے سے اہم ترین امر والدین کی طرف سے اولاد کی بہترین تربیت ہے۔ ایسی تربیت جو ایک طرف دینی اقدار کے مطابق ہو اور دوسری جانب تغیر واحوال زمانہ کے زمینی حقائق کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہو۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

مانحل والدولدامن نحل افضل من ادب حسن۔[8]

اچھے آداب سے بڑھ کر کسی باپ کا اپنی اولاد کو کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔

اس فرمان سے اولاد کی بہتر تعلیم و تربیت اور آداب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ تربیت کے اس عمل میں تغیر احوال و زماں کا لحاظ ضروری ہے۔ یہ قولِ حکمت زبان زد عام ہے کہ "علموا أولادكم فإنهم مخلوقون لغير زمانكم" یعنی اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت حالات کے مطابق کرو کیونکہ تمہارے اور ان کے زمانے مختلف ہیں۔ تربیتِ اولاد میں بیٹیوں کا تحفظ، ان کی عزتِ نفس کا تحفظ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

من عال جاریتین حتی تبلغاجاء یوم القیامةانا وهووضم اصابعه۔[9]

جو دو لڑکیوں کی پرورش کرے ان کی بلوغت تک قیامت کے دن وہ اور میں اس طرح آئیں گے۔

اسی طرح ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ جس کے ہاں لڑکی پیدا ہو وہ اسے زندہ در گور نہ کرے اور نہ اسے کمتر جانے اور نہ لڑکے کو اس پر فوقیت دے تو اللہ عز و جل اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔[10] یہ نصوص شرعیہ اولاد کی تعلیم و تربیت کی اہمیت پر دلالت کرتی ہیں۔ مزید بر آں چونکہ عورت کا اولاد کی تربیت میں کردار زیادہ اہمیت کا حامل ہے اس لیے بچیوں کی تعلیم و تربیت اور ان کے حقوق کے تحفظ پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

روحانی تربیت

اس ذہنی اور اخلاقی تربیت سے ظاہری شخصیت میں بھلائی اور نیکی کے رجحان پیدا ہوتے ہیں لیکن شریعت میں اولاد کی روحانی تربیت کی اہمیت اور اس کی تاکید پر مستقل احکامات اور آپ ﷺ، اصحاب و آل رسول کے مستقل واقعات اور اس ضمن میں حکمتِ عملی کی طرف واضح رہنمائی ملتی ہے۔ اس کی بنیاد درج ذیل قرآنی آیات پر ہے:

- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔[11]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے۔

- رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔[12]

اے رب! ہماری ازواج اور اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہمیں متقین کا امام بنا۔

- وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۔إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔[13]

اور میری اولاد کو نیک بنا۔ بیشک میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں تابع فرمان (مسلمان) ہوں۔

اس پر مستزاد یہ کہ اس روحانی، ایمانی عمل میں والدین تربیت کرنے اور اولاد تربیت حاصل کرنے میں اگر کوئی کوتاہی کرتی ہے تب بھی مایوسی، بے دلی، باہمی بے احترامی کی بجائے قرآن حکیم نے توبہ کی قبولیت اور بخشش کی بشارتِ عظمیٰ عطا کی ہے۔[14] توبہ گویا روح کا غسل ہے جس سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ توبہ قبول کرنے والے کا اپنا کہنا ہے کہ اسکی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یہ اس لیے کہ تربیت کا عمل بہتر سے بہتر طریقے پر جاری رہے اور اس بہتر تربیت سے مستحکم خاندان مستقل طور پر سماج میں اتحادِ امت کے لیے اپنا تعمیری اور مثبت کردار ادا کرتے رہیں۔

احسانِ باہمی ودلجوئی

شریعت نے اچھی تربیت کی بدولت اچھے خاندان کی تشکیل اور اس اچھے خاندان سے متحد مسلم سماج کی اساس وتعمیر کا سارا کام قانون ہی سے نہیں لیا، بلکہ قانون کی بالاتری کے ساتھ ساتھ احسان اور باہمی دلجوئی کو بھی خاندان اور سماج میں اس کا ٹھیک مقام دیا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

- إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۔[15]

اللہ حکم دیتا ہے عدل، احسان اور صلہ رحمی کا اور برائی وبے حیائی اور ظلم وعدوان سے روکتا ہے۔

- وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔[16]

اور باہمی معاملات میں سخاوت کو نہ بھولو۔ یقیناً اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔

- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔[17]

مومنو! اللہ سے ڈرو اور صحیح بات کہو۔ وہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جس نے اطاعت کی اللہ اور اس کے رسول کی سو یقیناً اس نے بڑی کامیابی پالی۔

درج بالا آیات سے احسان، حسنِ سلوک اور باہمی دلجوئی کو بطور خاص بیان کیا گیا ہے۔ خاندانی رشتوں ناتوں کو بوجھ یا زحمت سمجھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اپنی رحمت قرار دیا ہے۔ بھلا جب ان کے ساتھ حسنِ سلوک نہیں ہوگا، خاندان کیسے متحد ہوگا؟ ان آیات سے ثابت ہونے والی اقدار کی احادیث وآثار میں بھی تعریف کی گئی ہے اور اس کے برعکس رویوں کی مذمت بھی موجود ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

من سره ان يبسط له في رزقه او ينساله في اثره فليصل رحمه۔[18]

جو شخص رزق میں کشائش اور درازئ عمر چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

صلہ رحمی کی تلقین کے ساتھ ساتھ اس کے برعکس طرزِ عمل کی شدید مذمت بھی احادیث میں وارد ہے کیونکہ بدسلوکی،

احسان فراموشی اور قطع رحمی سے خاندان کی وحدت ویگانگت کو خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ تو بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ خطرات میں گھرا ہوا خاندان جو خود متحد نہیں، وہ اتحادِ امت میں اپنا کوئی کردار ادا کرے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لایدخل الجنة قاطع۔[19]

قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا۔

صلہ رحمی کا حقیقی معیار بھی احادیثِ مبارکہ میں بیان فرمادیا گیا ہے کہ صلہ رحمی کے بدلے میں صلہ رحمی کرنا تو عدل ہے، لیکن اصل صلہ رحمی اور احسان کی روش یہ ہے کہ قطع رحمی کرنے والوں کے ساتھ بھی صلہ رحمی کی جائے۔ آپ ﷺ سے منقول ایک روایت کا مفہوم ہے کہ برابری کا معاملہ کرنا صلہ رحمی نہیں بلکہ اصل رحمی تو یہ ہے کہ جب اس شخص کے ساتھ تعلق توڑا جا رہا ہو تو وہ تب بھی صلہ رحمی کرے۔[20]

بنیادی تہذیبی اقدار کا تحفظ

خاندان کی وحدت ویگانگت جس نے آگے بڑھ کر مسلم امہ کے اتحاد ویگانگت میں بنیادی کردار ادا کرنا ہے، اس کا ایک لازمی امر خاندان کے اندر اسلامی تہذیبی اقدار کا تحفظ و تسلسل ہے۔ قرآن میں حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامنا اور تفرقہ میں نہ پڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔[21] اس حکم کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن سے اپنی وابستگی پختہ رکھی جائے اور جو عوامل اس تہذیب سے انسان کو دور کریں ان سے حتی الامکان گریز کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ واضح دلائل اور ہدایات کے بعد بھی جو لوگ تفرقہ میں پڑیں ان کے لیے بڑے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔[22] اسی طرح سورۃ الانفال میں بیان کیا گیا ہے کہ:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔[23]

اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اتحاد ویگانگت کے ان مستقل تہذیبی اقدار اور رہنما اصولوں کے بارے میں اسوہ حسنہ میں بھی مکمل عملی رہنمائی موجود ہے جس کو اختیار کر کے ایک مثالی مضبوط مستحکم مسلم خاندان کی تشکیل استحکام اور ارتقا ممکن ہے تاکہ یہ خاندان اتحادِ امت کی خشتِ اول بن سکے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لاتباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباداللہ اخوانا ولایحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلاثة ایام۔[24]

ایک دوسرے سے بغض، حسد نہ رکھو اور نہ کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرو بلکہ اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ اور کسی مسلم کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام چھوڑے رکھے۔

باہمی اخوت ومودت پر مبنی ان رویوں کی تلقین اسی بنا پر ہے کہ امتِ مسلمہ کے افراد ان خوبصورت اور اعلیٰ اقدار سے مزین ہوں۔ جب ہر فرد یہ رویہ اپنائے گا تو ان کے اثرات گھر سے لے کے عالمِ اسلام تک محیط ہوں گے۔

ڈیجیٹلائزیشن اور اتحادِ امت

ڈیجیٹلائزیشن اور عالمگیریت کے معاصر احوال کے تقاضوں کی بنا پر یہ حقیقت بہت واضح رہنی چاہیے کہ سوشل میڈیا کے درست استعمال کی تربیت سے اس کے غلط استعمال اور اس کے مضر اثرات سے بچا جا سکتا ہے۔ خاندان بنیادی ادارہ ہے اور افرادِ خانہ

اس ادارے کے عناصر ہیں۔ ان کا اتحاد و یگانگت مسلم امہ کے اتحاد کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سورۃ الحجرات میں بیان شدہ ہدایات کو ازبر کیا جائے۔ گھروں، اداروں، پبلک مقامات پر اس کے تذکرے ہوں جس میں ادبِ رسول ﷺ جو اسلامی حیات کی اصل جان اور روح ہے، اس کی روشنی میں اپنے قلوب واذہان کو ایمان سے مزین کرنا، بدگمانی سے بچنا، برے نام رکھنے اور استہزاء باہمی سے اجتناب کرنا، صلح جوئی کی طرف مائل ہونا، ظلم وتعدی کا مقابلہ اور خاتمہ کرنا، خاندانی، نسلی، لونی، لسانی تعصبات کا خاتمہ کرنا، غیبت، چغل خوری سے اجتناب کرنا، تقویٰ، انصاف، اخوت اسلامی کی بنیادوں پر خاندان کی تشکیل و تعمیر کرنا اتحادِ خاندان اور پھر اتحادِ امت کا ضامن ہو سکتا ہے۔ اس پورے عمل میں "واللہ بصیربماتعملون" کا شعوری احساس مستحضر رکھنا ہی ان فضائل کے حصول اور رذائل سے اجتناب میں زادِ راہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس عالمگیریت اور ڈیجیٹلائزیشن کے دور میں بھی ان پاکیزہ تعلیمات کو کتابوں، تقریروں، خطبوں کے ساتھ ساتھ گھروں، کرداروں، ذہنوں، دلوں، اداروں، مسجدوں اور دیگر ریاستی مقامات میں متحرک اور عملی نمونہ قائم کر کے اچھے خاندان کی تشکیل اور اتحادِ امت میں اس کے بھرپور کردار کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔

حاصلِ بحث

حاصلِ بحث یہ ہے کہ قرآنی افکار کو اسوہ رسول اور عصرِ حاضر کے تمدنی، سماجی، تعلیمی، معاشی، تہذیبی احوال اور تقاضوں کی روشنی میں سمجھ کر نسل نو کو ایمان ویقین، سیرت و کردار کی پختگی کی روش پر چلانے کے لیے ریاست کے ایک معمولی فرد سے لے کر اس کے سربراہ تک، ایک چھوٹے سے چھوٹے ادارے لے کر بڑے ریاستی، مذہبی، تعلیمی ادارے تک، ہر فرد، ہر گروہ، ہر ادارے کو اپنا مثبت، فوری، تعمیری کردار مسلسل ادا کرنا ہے۔ گزشتہ نسلوں کی اعلیٰ اقدار کو محفوظ ومامون بنا کر آئندہ نسلوں تک اس اثاثے کو منتقل کرنا، فرقہ واریت، تعصبات، نفرتوں کو ختم کر کے ایمان، اتحاد، تنظیم جیسی اعلیٰ اقدار کو اپنا کر بہترین مسلم خاندان کی تشکیل ممکن ہو گی۔ اسی خاندان کے تعمیری اور مثبت کردار سے اتحادِ امت وحدتِ امت کی منزل کا حصول آسان اور ممکن ہو جائے گا۔

نتائج وسفارشات

- مسلکی اور گروہی طرزِ تعلیم کی بجائے مکمل اسلامی نظام تعلیم کو ترجیحی بنیادوں پر تشکیل دے کر نافذ کیا جائے۔
- اسلامی نظامِ تعلیم پر تغیر واحوال وزمان کی روشنی میں اجتہادی بصیرت اور ملی یگانگت کے جذبے کے تحت مسلسل غور وفکر کیا جائے اور قابلِ عمل تجاویز وسفارشات اہل علم پیش کریں۔ اربابِ اقتدار اسے نافذ اور عوام وخواص اس پر عمل کریں۔
- جتنا زور اتحاد و یگانگت پر لگایا جا سکتا ہے، اتنا ہی طاقت اور صلاحیت کے ساتھ اتحاد و یگانگت میں حائل تعصبات، نفرتوں، فرقوں اور سماج دشمن اسلام مخالف گروہوں کو قانون کے کٹہرے میں لایا جائے۔
- نسلِ نو کی اتحاد و یگانگت کے حوالے سے تربیت اور ان کے بھرپور کردار کی بجا آوری کے لیے ان کا معاشی تحفظ، سماجی احترام از حد ضروری ہے۔ اربابِ بسط وکشاد کو اسے ممکن بنانا چاہیے۔
- صنعتی انقلاب اور سوشل میڈیا اور عالمگیریت کے معاصر ماحول میں تقلیدِ جامد کی بجائے تحقیقِ کامل پر توجہ دی جائے۔ نبی اور فقیہ کی اطاعت میں فرق ملحوظ رکھا جائے۔ اصل ترجیح کتاب وسنت کو دی جائے۔ پھر کتاب وسنت کے موافق محدثانہ، فقیہانہ، صوفیانہ تجاویز وآراء کا بھی مسلسل جائزہ لیا جائے اور اس عمل میں خذ ما صفا ودع ما کدر کا کلیہ اختیار کیا جائے۔

حوالہ جات وحواشی

1 سورۃ النساء4:1۔

2 احمد بن حنبل، الامام، **المسند**، (ریاض: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع2015ء)، رقم الحدیث:23536۔

3 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب النکاح، باب قول النبیﷺ: من استطاع منکم الباءۃ۔۔۔الخ، رقم الحدیث:5065۔

4 الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **السنن**، (ریاض: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع، 2015ء)، ابواب النکاح، باب ما جاء إذا جاءکم من ترضون دینه فزوجوه، رقم الحدیث:1084۔

5 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، رقم الحدیث:893۔

6 سورۃ الاسراء17:23-24۔

7 مسلم، ابو الحسین ابن الحجاج القشیری، **صحیح مسلم**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، کتاب البر والصلة والآداب، باب رغم انف من ادرك ابويه او احدهما عند الكبر فلم يدخل الجنة، رقم الحدیث:2551۔

8 الترمذی، **السنن**، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في ادب الولد، رقم الحدیث:1952۔

9 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات، رقم الحدیث:2631۔

10 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن**، (ریاض: دار السلام، 2015ء)، ابواب النوم، باب في فضل من عال يتامى، رقم الحدیث:5146۔

11 سورۃ التحریم66:6۔

12 سورۃ الفرقان25:74۔

13 سورۃ الاحقاف46:15۔

14 سورۃ البقرۃ2:222۔

15 سورۃ النحل16:90۔

16 سورۃ البقرۃ2:237۔

17 سورۃ الاحزاب33:70-71۔

18 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب البیوع، باب من احب البسط فى الرزق، رقم الحدیث:2067۔

19 مسلم، **صحیح مسلم**، کتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، رقم الحدیث:2556۔

20 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الادب، باب ليس الواصل بالمكافي، رقم الحدیث:5991۔

21 سورۃ ال عمران3:103۔

22 سورۃ ال عمران3:105۔

23 سورۃ الانفال8:46۔

24 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الادب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر، رقم الحدیث:6065۔